ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.9. No.1.2026

# سید محمدؒ وجیہہ السیما عرفانی بطور مداحِ اہل بیت (شاعرانہ تناظر میں)

**ڈاکٹر عبدالرحیم**

پوسٹ ڈاکٹریٹ ریسرچ فیلو،

ادارۂ زبان و ادبیات اُردو، اورینٹل کالج، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور

***Dr. Abdul Raheem***
*Post Doctorate Research Fellow,*
*Institute of Language & Literature, Urdu*
*Oriental College, Punjab University, Lahore*

**پروفیسر ڈاکٹر بصیرہ عنبرین**

ڈائریکٹر ادارۂ زبان و ادبیات اُردو، اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

***Prof. Dr. Bseera Unmbreen***
*Director Institute of Language & Literature, Urdu*
*Oriental College, Punjab University, Lahore*

***Abstract:***
*Syed Muhammad Wajih-us-Seema Irfani (1920 - 1991 AD) is regarded as a renowned scholar, Broadcaster, Poet , Writer and Translator. He devoted his life to the service of religion and knowledge. He was born in Gojar Khan District Rawalpindi and remained actively associated with journalism from 1941 to 1991. During this period, he wrote columns, editorials, and articles for various newspapers and magazines.*
*His scholarly and intellectual interests included religious studies, social sciences, poetry, and literature. Along with journalism, he also remained associated with Radio and PTV. His writings reflect depth of thought, clarity of expression, and intellectual balance.*
*Among his special distinctions is that he was one of the first Pakistani scholars to introduce modern methods of religious interpretation and intellectual discourse. Through his writings, he conveyed religious teachings in a simple, effective, and contemporary manner. He had a remarkable ability to relate religious thought to modern intellectual and social issues, which earned him a distinguished position among scholars.*
*His poetry is full of Affection and devotion of the Ahl al-Bayt and it is the cause of lighting a candle in the hearts of the readers. This article sheds light on the praise of Ahl al-Bayt in a poetic context.*
**Keywords:** *Syed Muhammad Wajih-us-Seema Irfani, Religious Scholar and Journalist, Poet, Writer, Translator, Maddah-e-Ahl-e-Bait.*

سید محمد وجیہہ السیما عرفانی (۱۹۲۰ء۔۱۹۹۱ء) کو بیسویں صدی کی ایسی عبقری شخصیات میں شامل کیا جاتا ہے جنھوں نے اپنی شاعری، نثر، تراجم، صحافتی خدمات اور بہ طور فلاح کار اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا ہے۔ جس کی بہ دولت ایک وسیع حلقہ نہ صرف اُن کی ان سرگرمیوں کا معترف بل کہ اُن کا گرویدہ بھی ہے۔ وُہ بنیادی طور پر عالم دین ہیں لیکن اُنھوں نے پیشہ وارانہ امور میں صحافتی خدمات کو ترجیح دی۔

اُن کا ورثہ علمی و ادبی، صحافتی اور مذہبی لحاظ سے شاعری میں چھ تصانیف" خواجہ ہی خواجہ" (۱۹۸۵ء)،"میرے حضورؐ"(۱۹۸۵ء)، "حرفِ جمال"(۱۹۸۶ء)،"فرید حق فرید"(۲۰۰۰ء)،"سلام بحضور امام"(۲۰۰۱ء) اور "نوائے سروش"(۲۰۰۷ء) جب کہ نثر میں دس کتب "معنی

جاں‘‘(۱۹۹۳ء)،’’ذکرِ خیر‘‘(۱۹۹۴ء)،’’شرح صدر‘‘(۱۹۹۵ء)،’’آہنگِ صبا‘‘(۱۹۹۶ء)،’’سراپائے جمال‘‘(۲۰۱۸ء)، ’’گنجینۂ صالحین‘‘ (۲۰۱۸ء)،’’صلی اللہ میرے حضور‘‘(۲۰۱۸ء) ،’’غنچۂ شوق‘‘(۲۰۱۹ء) ،’’تماشائے کرم‘‘(۲۰۲۰ء)، ’’اور گوہرِ صدف‘‘(۲۰۲۳ء) شامل ہیں۔اس کے علاوہ اُن کے تراجم میں’’عرفان القرآن‘‘(۱۹۷۸ء)،’’دعاامام الشہدا‘‘(۱۹۸۵ء)،’’حی الصلوۃ‘‘(۱۹۹۴ء)،’’فوائد الفواد‘‘(۱۹۹۵ء)اور،’’الحسنؓ والحسینؓ‘‘ (۱۹۹۵ء)کو شمار کیا جاسکتا ہے۔

سید محمد وجیہہ السیماعرفانی کی شاعری، نثر، ملفوظات اور تراجم کا بہ نظرِ عمیق جائزہ لیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ اُن کی تخلیقات میں دیگر موضوعات کے ساتھ ایک موضوع بہ بطور مداح اہلِ بیت بھی ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔اس بات سے منسلک ایک سوال جو قارئین کے ذہنی دریچوں پہ دستک دیتا ہے؛وُہ یہی ہے کہ اہلِ بیت سے کیا مراد ہے اور اُن کی مداحی کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے ؟اس باب میں بہ طور مسلمان نبی اکرمؐ سے کامل محبت کے بغیر ایمان کا دعویٰ ادھورا ہے کیوں کہ اس وقت تک ایمان درجۂ تکمیل کو نہیں چھوتا جب تک نبی اکرمؐ سے محبت اپنی انتہائی منازل طے نہیں کر لیتی۔یعنی آپ ﷺ کی ذات ماں، باپ، جان و مال اور اولاد سے زیادہ عزیز اور پیاری نہیں ہو جاتی۔اس کے ساتھ ساتھ آپؐ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کے علاوہ آپ کے اہلِ بیت سے محبت بھی ضروری ہے ؛جو نبی اکرمؐ سے محبت کے تقاضوں کو پورا کرتی ہے ؛جن کے پورا ہونے کی صورت میں ایمان، ایمان کہلوانے کا متحمل ہوتا ہے۔اس ضمن میں حضرت ابو ہریرہؓ ایک حدیث میں روایت کرتے ہیں کہ:

’’حضور نبی اکرمؐ نے فرمایا: تم سے بہترین وُہ ہے جو میرے بعد میرے اہل کے لیے بہترین ہے۔‘‘[۱]

نبی اکرمؐ کی اہلِ بیت کے لیے بہترین ہونا کیا ہے ؟ وُہ یہی ہے کہ اُن کا احترام اور پیروی کی جائے اور ان سے محبت و مودت کو فروغ دیا جائے۔یہی بات جو کہ ہمارا دینی تقاضا ہے مداحی اہلِ بیت کا بنیادی سبب ہے۔ جس کے بغیر دُنیا و آخرت میں کامیابی کا سوچنا کارِ بے کار ہے۔اِسی کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اہلِ بیت سے کیا مراد ہے ؟اہلِ بیت سے عام طور پر گھر کے افراد مراد لیے جاتے ہیں جن میں بیوی، بچے اور اُن کی اولاد تصور کی جاتی ہے لیکن یہاں اہلِ بیت کا لفظ اپنے عمومی مفہوم سے ہٹ کر اپنے خاص معنوں میں برتا گیا ہے۔ جیسے سورت النحل میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کو یہ الہام کیا۔ وحی اور الہام کا سلسلہ تو انبیاء کرامؑ کے لیے ہوتا ہے مکھی تو نبی نہیں اور نہ ہی اس کا سلسلہ انبیاء کرامؑ سے منسلک ہوتا ہے۔اس سورت میں الہام سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مکھی کے دل میں یہ بات ڈال دی ہے یوں الہام کا مفہوم الگ تھلگ تناظر میں سامنے آتا ہے۔اسی طرح اہلِ بیت کا لفظ بھی اپنے عمومی معنی سے ہٹ کر مخصوص پیرایۂ اظہار میں آیا ہے۔اہلِ بیت سے متعلق ایک وحی نبی کریمؐ پر اس وقت نازل ہوتی ہے جب آپؐ اُم المومنین حضرت اُمِ سلمہؓ کے ہاں قیام پذیر تھے۔ آپؐ اُن کے گھر کے بالائی حصے میں تھے کہ آپؐ کے پاس حضرت فاطمہؓ خزیرہ(روٹی اور گوشت سے بنا سالن) لے کر تشریف لائیں آپؐ نے انھیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کو اپنے گھر میں بلانے کی تلقین کی۔جب سب آگئے تو آپؐ نے ایک چادر اوڑھی جس میں اپنے ساتھ ان سب حضرات کو شامل کر لیا۔اس آیت مبارکہ کا ترجمہ ہے کہ:

’’بس اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے(رُسولؐ کے) اہلِ بیت! تم سے ہر قسم کے گناہ کا میل(اور شک و نقص کی گرد تک) دُور کر دے اور تمھیں(کامل) طہارت سے نواز کر بالکل پاک صاف کر دے۔‘‘[۲]

متذکرہ آیت کے نزول کے وقت حضرت اُم سلمہؓ نے عرض کی:’’یا رسول اللہ! میں بھی آپ کے ساتھ ہوں؟ آپؐ نے فرمایا: یقیناً تم خیر پر ہی ہو‘‘۔ پھر مباہلہ کے وقت بھی آپؐ کے ساتھ حضرت فاطمہؓ، حضرت علیؓ، حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ ہی تھے۔اسی طرح نبی اکرمؐ کے صاحب زادگان حضرت قاسمؓ اور حضرت عبد اللہؓ کے یکے بعد دیگرے وفات کے بعد مشرکین نے آپؐ کو (نعوذ باللہ) بے اولاد ہونے کا طعنہ دیا تو اُس پس منظر میں سورت الکوثر نازل ہوتی ہے۔ جس میں طعنہ دینے والوں کو موثر جواب دیا گیا ہے جس کی تفسیر و توضیح کے حوالے سے مولانا حدیر الحسن امام فخر الدین رازی کی تفسیر کو مد نظر رکھ کر یہی کہتے ہیں کہ یہ سورت اُن مشرکین کے نظریات کی نفی کرنے کے لیے ہے۔موجودہ دور میں کتنے ہیں جنھیں مشرکینِ مکہ یا دشمنِ رُسول کے خاندان سے ہونے کا دعویٰ اور فخر حاصل ہے ؟اسی طرح کتنے لوگ ہیں جو بہ بانگِ دہل یہ اعلان کرتے ہیں کہ وُہ یزید کی اولاد ہیں؟ جس کا سادہ اور واضح جواب یہی ہے کہ کوئی بھی مشرکینِ مکہ، دُشمنِ رسول کے خاندان سے نسبت کا نہ ہی دعوے دار اور نہ ہی تعلق کا روادار ہے۔اس طرح ابتر تو دشمنانِ رُسول ہو گئے ہیں۔ سورت الکوثر میں لفظ’’الکوثر‘‘ کے باب میں مولانا حدیر الحسن بیان کرتے ہیں کہ:

’’الکوثر سے مراد آپؐ کی اولاد ہے۔۔۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ایسی نسل عطا فرمائے گا جو زمانے گزرنے کے باوجود بھی باقی رہے گی۔‘‘[۳]

اہل بیت کی وضاحت کے ضمن میں سید محمد وجیہہ السیما عرفانی کی گفت گو کا حوالہ دیتے ہوئے ڈاکٹر طارق حسین زیدی کچھ یوں بیان کرتے ہیں کہ:

''اہلِ بیت کی عصمت کی دلیل قرآنِ مجید کی آیتِ تطہیر سے دیتے اور اس آیت میں اہلِ بیت سے مراد گھر والے لیتے۔
اگر کوئی کہتا کہ قرانِ مجید میں اہل بیت کا لفظ زوج کے لیے استعمال ہوا ہے تو دلیل دیتے کہ امہات المومنین ازواجِ مطہراتؓ کے لیے قرآن مجید نسا النبی کا لفظ استعمال کرتا ہے۔''[۴]

یوں اہلِ بیت میں جتنی بھی عظیم الشان ہستیاں گزری ہیں ان کا سلسلہ حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ سے پھولا پھلا ہے۔ یعنی آپؐ کی اہلِ بیت حضرت فاطمہؓ، حضرت علیؓ، حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کی ہی نسلِ پاک ہے۔ سید محمد وجیہہ السیما عرفانی کی تخلیقات میں اہلِ بیت اطہار سے محبت کا اظہار پایا جاتا ہے۔ آپ کی شاعری کو سامنے رکھا جائے تو سب سے پہلے نعتیہ کلام پر نظر جاتی ہے جس میں اہلِ بیت پر درود و سلام کا نذرانہ بھیجنے کی صورت میں اُن کی مداحی کا آغاز ہوتا ہے۔ آخر ایسا کیوں نہ ہو؟ عبادات میں نماز کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ جب اُن کے ذکر کے بغیر نماز مکمل نہیں ہوتی تو نبی اکرمؐ کی نعت ان کے اہلِ بیت کے تذکرے کے بغیر کیسے مکمل ہو سکتی ہے؟ اس سلسلے میں اشعار پیشِ خدمت ہیں:

؎ عرفانیؔ اُن کو سب کے سلام اور اُن پہ درودِ حق بہ تمام
اور اُن کی آل پہ بے غایت، اللہ غنی ، اللہ غنی!! [۵]

؎ آلِ اطہار محمدؐ پہ بھی ہر لحظ دُرود
آلِ اخیار محمدؐ پہ ہو ہر لمحہ دُرود [۶]

؎ آلِ اطہار نبی، شاملِ صلوات و سلام
یہی تاکیدِ شریعت ، یہی فرمانِ رسولؐ [۷]

نبی اکرمؐ کی ذات اہلِ بیت کی روحِ رواں ہے جن کے مخاطب کے لیے سید عرفانی ایسے دل کش اور دل افروز القاب و تراکیب کو بہ روئے کار لاتے کہ دل خوش اور مشامِ جاں معطر ہوتی چلی جاتی۔ یہاں اُن کا ذکر بے محل نہ ہو گا لہذا اُنھیں یہاں درج کیا جاتا ہے جس کے ضمن میں سید عاصم گیلانی بیان کرتے ہیں کہ:

''اس عالم میں اندازِ تخاطب کے لیے جو القابات وضع ہوتے۔ وُہ سب تو احاطۂ تحریر میں نہیں آسکتے لیکن اُن میں سے چند درج ذیل ہیں۔ جن سے تعلقِ خاطر کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ محبوبِ کردگار نبی محترم و مکرم کے لیے (۱) شۂ دوسرا (۲) کرم کا معنی مطلق (۳) عنوانِ رحم (۴) تفصیلِ مصدرِ کُن (۵) آیۂ رحمت (۶) رحمتِ کُل (۷) مرکزِ دین (۸) رہبرِ حق نما (۹) سورۂ حسن (۱۰) قندیلِ نُور (۱۱) مرکزِ حق الیقین (۱۲) رحمتِ تمام (۱۳) رحمتِ کونین (۱۴) اصل حیات (۱۵) سرورِ کُل (۱۶) فخرِ رُسل (۱۷) ختمِ سُبل (۱۸) سایۂ جاں (۱۹) خیرِ صفات (۲۰) دلِ کونین (۲۱) مدثر (۲۲) مزمل (۲۳) یٰسین (۲۴) طٰہٰ (۲۵) مبدائے عالمین (۲۶) محضِ کرم (۲۷) خوشبوئے کرم (۲۸) رحمتِ مجسم (۲۹) سیدِ کُل (۳۰) قلزمِ عنایات (۳۱) امام و فخرِ رُسل (۳۲) صبحِ جمال (۳۳) خیر کائنات (۳۴) نہایتِ شرف (۳۵) حاصلِ تکونین (۳۶) معنیٔ تخلیق (۳۷) نُورِ مسلسل (۳۸) ہادی مزّکی (۳۹) حُسنِ عطار (۴۰) سیدِ ورا (۴۱) کریم (۴۲) روف الرحیم (۴۳) مقصودِ زمان و مکاں (۴۴) اصلِ عطا (۴۵) شرفِ آدمیت (۴۶) جانِ اماں (۴۷) قابِ مقام (۴۸) مطلوبِ شش جہات (۴۹) شوکتِ ارض و سما (۵۰) نُورِ ہُدیٰ (۵۱) مبدائے ایمان (۵۲) منزلِ رحمت (۵۳) مہبطِ قرآں (۵۴) مرجع خیر (۵۵) امیرِ جادۂ برکت (۵۶) سرورِ انس و جاں (۵۷) منبعِ انوار جبرئیل (۵۸) پناہ عالمیاں (۵۹) دستگیرِ ملتجیاں (۶۰) قبلۂ دل (۶۱) روحِ نفس (۶۲) معنیٔ جاں (۶۳) مفہومِ بقا (۶۴) اصلِ نمود (۶۵) مرجعِ صلوات (۶۶) محورِ امکاں (۶۷) کعبۂ جاں (۶۸) سرمایۂ رحمت (۶۹) رُسول الثقلین (۷۰) نبی الحرمین (۷۱) راحمِ مومنین (۷۲) پیشوائے

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.9. No.1.2026

امم(۷۳)کمالِ عُلیٰ(۷۴)امام الوریٰ(۷۵)قسیم عطا(۷۶)زمانِ حق(۷۷)تجلِ امکاں(۷۸)ظہورِ حرفِ ورا(۷۹)معنیٔ میثاق(۸۰)سراپا کرم(۸۱)قسیمِ نعم(۸۲)امینِ عطا (۸۳)جمیلِ الشیم (۸۴)تجلائے نُور(۸۵)تجلِ رحمت(۸۶)مرادِ مراداں(۸۷)مہبطِ وحی حق(۸۸)پیشوائے اولیں (۸۹)مقتدائے آخریں(۹۰)قائدِ راہ ھُدیٰ (۹۱)شافعِ روزِ جزا(۹۲)خاتمِ پیغمبراں(۹۳)معطیٔ حیات (۹۴)شہوارِ امکاں(۹۵)سید ارض و سما(۹۶)سرورِ رحمت قبا(۹۷)راحتِ جزو کل(۹۸)نطقِ مضمونِ کُل(۹۹) مہبطِ وحی خدا(۱۰۰)خلقِ اعظم(۱۰۱)امرِ محکم(۱۰۲)صدرِ امکاں(۱۰۳)سید تمکیں وغیرہ۔"۸

سید محمد وجیہہ السیما عرفانی کی نعت میں اہلِ بیت اطہار کے تذکارِ جمیل کے حوالے سے بات کرتے ہوئے ڈاکٹر طارق حسین زیدی کہتے ہیں کہ:

"رُسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کے ساتھ اُن کے اہلِ بیت اطہار کے معاملے میں بھی مرشد گرامی بہت حساس تھے؛ فرماتے تھے کہ جس نے درود میں آلِ پاک کو شامل نہ کیا اُس نے درود ہی نہیں پڑھا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اُن کی 95 فیصد نعتوں میں بھی آلِ اطہار کا تذکرہ موجود ہے۔"۹

اُن کے نعتیہ کلام کے جائزے سے یہ بات کُھل کر سامنے آتی ہے کہ اُس میں جا بہ جا اہلِ بیت کے حضور نذرانہ عقیدت اُن پر دُرود و سلام کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ مزید بر آں نبی اکرمؐ اور ان کی آل کا ذکر آتے ہی آپ کی کیفیت بالکل الگ تھلگ ہو جاتی۔ آنکھوں سے محبت، عقیدت اور مودت کے سر چشمے ایسے رواں دواں ہوتے کہ قارئین، سامعین اور حاضرین کے دل کی دُنیا ہی بدل کرر کھ دیتے۔ اس حوالے سے سید محمد وجیہہ السیما عرفانی کی اہلِ بیت سے مودت اور مداحی کی نشان دہی سید عاصم گیلانی کچھ یوں کرتے ہیں کہ:

"سید محمد وجیہہ السیما عرفانی کی محافل میں آقائی و مولائی جنابِ رسالتماب اور اُن کی عترتِ پاک کا ذکر چھڑتے ہی آنکھوں سے سیلاب امنڈ تا۔ آنکھوں کے پیمانے چھلک پڑتے؛ لب مرتعش ہو جاتے؛ آواز بھرا جاتی۔ سرورِ کونینؐ کی توجہات کی طلب؛ نگاہِ کرم کی استدعا اور امت کی ناگفتہ بہ حالت کی اصلاح کا تقاضا ہوتا۔"۱۰

سید محمد وجیہہ السیما عرفانی مودتِ اہل بیت کو ایمان کی جڑ قرار دیتے ہیں۔ اس حوالے سے ڈاکٹر طارق حسین زیدی لکھتے ہیں کہ:

"مودتِ اہلِ بیت کو ایمان کی اصل قرار دیتے اُسے اجر سلسلہ نبوت بتاتے کہ اسی لیے سلسلہ نبوت میں سے کسی بھی نبی نے اجر طلب نہیں کیا کیونکہ اللہ تعالی نے اس اعلیٰ ترین رُسولؐ کو حکم دینا تھا کہ وُہ مودتِ قربیٰ کا اجر طلب فرمائیں۔" ۱۱

اُنھوں نے نعت کے ساتھ مناقب جو اولیائے متقدمین کی شان میں کہی ہیں ان میں بھی اہل بیت اطہار کی مداحی کے عناصر وافر مقدار میں موجود ہیں۔ کبھی کبھی ایسا لگتا ہے کہ اُن کا عشق رُسولؐ، اہل بیت کی محبت و عقیدت اور مودت میں گندھا ہوا ہے۔ اُن کی تخلیقات کا کسی بھی پہلو سے جائزہ لیں اُن میں نبی اکرمؐ کی عترت کا حوالہ ضرور موجود ہو گا۔ اس بات کی تصدیق کے لیے اشعار حاضرِ خدمت ہیں:

ؔ سردارِ دو جہاں کی عنایات کے امیں
بابا فرید وارثِ مولائے مرتضیٰ ۱۲

ؔ یارب بہ محمدؐ بہ علیؑ، با حسنین
دہ نعمتِ کونین فلاحِ دارین ۱۳

سید محمد وجیہہ السیما عرفانی آئمہ اہل بیت اور اولیائے کرام کے تعلق پر بھی بہت واضح انداز میں روشنی ڈالتے ہیں۔ اس ضمن میں ان کا موقف ہے کہ:

"چشتی سلسلہ کے خواجگان؛ میرے خواجگان عالی ہیں اور یہ خواجگان اُن کی گلیوں کے دریوزہ گر ہیں۔"۱۴

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT



اسی طرح سید محمد وجیہہ السیما عرفانی کے سلام میں ۹ سلام حضرت علی کرم اللہ وجیہہ الکریم، ۴ حضرت امام حسینؓ جب کہ ایک حضرت امام مہدیؑ کی شان میں قلم بند کیا گیا ہے۔ حضرت علیؓ کی شان میں لکھے ہوئے سلام میں اُن کی فضیلت، شجاعت، علمی مرتبے اور دیگر شخصی اوصاف کا اظہار ملتا ہے۔ اس ضمن میں اشعار درج کیے جاتے ہیں کہ:

ے
علی وُہ ہمتِ مردانہ، عشق کا آہنگ
جمالِ سجدہ، غرورِ نیاز، حُسن کا رنگ
وُہ آبروئے شجاعت، وُہ علم کُل کا محیط
وہ نسبتوں کا مرقع، فیوض کا فرہنگ۱۵

ان سلاموں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی بہادری کا تذکرہ بھی تواتر و تسلسل سے ملتا ہے۔ جس کی بہ دولت اُن کی جواں مردی اور شجاعت کے چرچے تا قیامت کیے جاتے رہیں گے ،اس حوالے سے اشعار پیشِ خدمت ہیں کہ:

ے
مرتضیٰ، شیر خدا، مشہودِ ذات
سیدِ بالا علم، والا صفات
غالب و کار آشنا، مشکل کشا
لافتیٰ اِلا علی شیر خدا ۱۶

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ذکر پر سید محمد وجیہہ السیما عرفانی کا وفورِ محبت نہ صرف دیدنی ہو تا بل کہ زبان سے ایسی ایسی خوبصورت تراکیب کی تخلیق کا باعث بنتا۔ محافل کے حاضرین وسامعین تھے کہ اُن کی محبت میں سرشار ہو کر رقت آمیز کیفیت سے دوچار ہوتے چلے جاتے۔ اس سلسلے میں سید عاصم گیلانی رقم طراز ہیں کہ:

> ”مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ذکر پر جوش اور طمانیت سے کبھی ان کا ربط خود آفرید کار کائنات سے تلاش کرتے ہوئے انھیں شیر خدا، بازوئے کردگار، اختیارِ قدرت، قوتِ یزداں، اعتبارِ حق، فروغِ جمالِ حق کے القاب دیئے جاتے۔ پھر اُن کا تعلق اور نسبت سرکارِ دوجہاں کی ذاتِ گرامی سے دیکھتے ہوئے انھیں خواجۂ لولاک کا نکھار، توجہاتِ نبوت کا رازدار، پرتوِ رُسول بر حق، نُورِ خواجۂ ہر دوسرا، عطائے رحمتِ کونین، عکسِ حُسن رُسول کہا جاتا۔ جب مولا کے کردارِ پُر انوار پر نظر پڑتی تو اُن کی ذاتی صفات کی نسبت سے اُن کو تاجدارِ دو جہاں، ابر نُور، دستِ گرہ کشا، شہِ والا، فرمانروائے قلب و نظر، شہنشاہِ ولایت، فاتحِ خیبر، بابِ علم ویقین، عشق کا آہنگ، جمالِ سجدہ، غرورِ نیاز، آبروئے شجاعت، علمِ کُل کو محیط، نسبتوں کا مرقع، فیوض کا فرہنگ، امام، مقتدا، سرہنگ، مشکل کشا، مولائے مومنین، سید الصادقین، امام المتقین، امیر المومنین، مسلمِ اوّل، قائدِ قانتین، شہ مرداں کے القاب سے یاد کیا جاتا۔“ ۱۷

سید محمد وجیہہ السیما عرفانی نے حضرت امام حسینؓ کی بارگاہ میں بھی سلام کی صورت خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔ یہاں بھی آپ کی اہلِ بیت اطہار سے محبت وعقیدت کا تموج اپنے عروج پر ہے۔ وُہ نہ صرف قلبِ زندگی، مرکزِ حیات، دل کا دائرہ، عشق کا مدار، حرفِ لاالہ، فدیہ ذبیح اور یہاں تک کہ ہدیہ خلیل بھی ہے۔ ایک ایک ترکیب میں معانی ومفاہیم کی وُہ دُنیا آباد ہے کہ قطرہ میں دجلہ کا نظارہ کیا جاسکتا ہے۔

ے
حسینؓ قلبِ زندگی ، حسینؓ مرکزِ حیات
حسینؓ دل کا دائرہ، حسینؓ دل کی کائنات۱۸

ے
حُسینؓ روحِ زندگی، حُسینؓ ہدیۂ خلیل
حُسینؓ ضربتِ علیؓ،حُسینؓ ساطع جلیل۱۹

حضرت اما حُسینؓ کے ذکر پر بھی خوبصورت تراکیب والقاب کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر جہاں قابلِ ذکر ہے وہاں لائقِ محبت وعقیدت بھی ہے۔ انداز ملاحظہ ہو:

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT



> ”حضرت امام حسین علیہ السلام کا تذکرہ ہو تا تو انھیں خانوادۂ اہل بیت کا چراغ، اہلِ حق کی صفوں میں چشمِ بینا، رہنمائے خیر، منزلِ عرفان، محفلِ علم و آگہی میں سرِ دفترِ کمال، پیکرِ شرف، جمالِ عزت، آبروئے توقیر، مینارِ تمکنت، حاصلِ تسلیم، مفہومِ صبر، معنیٔ صبر و رضا، حرفِ یکتائے استقامت، مرجعِ تعبیرِ استقلال، کمالِ حق آگاہی، آفتابِ اخلاص، نُورِ دیدہ و دل، ضمیر کی صداقت کا علمبردار، حق اور عشق کا تعلقِ باہمی، ایمان کا ربطِ تکرار، سرخیلِ شہدا، حاملِ کیفِ سعادت، فرمانروائے جہانِ تقدیس، امام الشہدا، سوارِ دوشِ رُسولؐ، سبطِ رُسولؐ، جگر گوشۂ بتولؑ، نوجوانِ جنت کے سردار اور ایثار مجسم۔“ ۲۰

حضرت امام مہدی جنھیں صاحب العصر والزماں بھی کہا جاتا ہے۔ آپ نے اُن سے عالمِ خاموش میں التجاء کی ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ یہ عالمِ خاموش اصل تہجد کا وقت ہے جس میں آپ اُن سے ملنے کے خواہش مند ہیں۔ اس کے ساتھ یہ بات بھی زیبِ قرطاس ہے کہ وُہ اپنے عقیدت مندوں کی عقیدتوں کا بھرم رکھتے ہوئے اُن کی التجاؤں کے زبان پر آنے سے پہلے ہی ازالہ کر دیتے ہیں۔ اس سلام کے اشعار کچھ یوں ہیں کہ:

ے

اب میری بے خبری مجھ کو کہاں لائی ہے
چار سُو عالمِ خاموش ہے، تنہائی ہے
میں کہاں ہوں کہ صدا دے کہ بلاتا ہوں تجھے
سنتے ہیں حرف سے پہلے یہاں شنوائی ہے
تیرا عرفانیؔ جاں سوز حدی خواں ہے تیرا
آ! کہ ہم نے تیرے ملنے کی قسم کھائی ہے ۲۱

سید محمد وجیہہ السیما عرفانی کی اہلِ بیت سے مداحی کا عنصر شاعرانہ تناظر میں جتنا پُر کیف، لطف آگیں، خوش گوار اور دل کش ہے۔ وُہ قارئین کے دلوں میں بھی اہلِ بیت اطہار کی محبت و عقیدت کے جذبات پیدا کرنے کا باعث ہے۔ اس طرح اہلِ بیت اطہار سے محبت عشقِ رُسولؐ کی راہ ہموار کرتا ہے۔ پھر جسے اللہ کے محبوب سے محبت ہو جائے اس کی دُنیاوی اور اخروی دونوں جہانوں میں کام یابی کے امکانات بہت بڑھ جاتے ہیں۔ جس شخص کو دُنیا و عقبیٰ دونوں کی کام یابی کی یہ سنہری کلید مل جائے تو اُسے اور کیا چاہیے؟ اس طرح مداحیٔ اہل بیت جہاں نبی اکرمؐ سے محبت کے دعوے کی تکمیل ہے وہاں ایمان کے کامل ہونے کی علامت بھی ہے۔ جس کی بہ دولت عبادات و اعمال بھی بارگاہِ خداوندی میں بارور ہوتے ہیں۔ جن کے اعمال قابلِ قبول ہوں انھیں نبی اکرمؐ اور ان کی اہل بیت کی معیت عطا ہوتی ہے اور جنھیں یہ نعمت عطا ہو جائے ایسے لوگوں کے نصیب قابلِ رشک ہوتے ہیں۔ بقول سید عرفانیؔ:

ے

عترتِ پاک کی یادوں میں جو ٹپکے آنسو
اُن کی میزاں میں عبادت سے بھی برتر نکلے ۲۲

## حوالہ جات

۱۔ محمد طاہر القادری، ڈاکٹر، شیخ الاسلام، اہل بیت اطہار کے فضائل و مناقب، لاہور: منہاج القرآن پبلی کیشنز، جولائی ۲۰۲۳ء ص: ۳۵
۲۔ محمد طاہر القادری، ڈاکٹر، قرابتہ النبی، لاہور: منہاج القرآن پبلی کیشنز، جولائی ۲۰۲۴ء ص: ۴۷
۳۔ حدیر الحسن شاہ، مولانا، تعظیمِ اہلِ بیت، کراچی: عزمِ نو پبلشرز ۲۰۲۵ء ص: ۴۸
۴۔ طارق حسین زیدی، ڈاکٹر، درسِ مودت مشمولہ ماہنامہ سیما لاہور، شمارہ نمبر ۹، جولائی ۱۹۹۲ء ص: ۷۰
۵۔ وجیہہ السیما عرفانی، سید، محمد، میرے حضورؐ، لاہور: مکتبہ عرفانیہ، جنوری ۲۰۱۱ء ص: ۲۴
۶۔ ایضاً، ص: ۴۳

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT



۷۔ ایضاً، ص:۱۰۵

۸۔ سید عاصم گیلانی، قلزمِ مودت، مشمولہ ماہنامہ سیما لاہور: شمارہ نمبر ۴، فروری ۱۹۹۲ء ص:۵۶، ۵۷، ۵۸

۹۔ طارق حسین زیدی، ڈاکٹر، درسِ مودت، ص:۷۰

۱۰۔ سید عاصم گیلانی، قلزمِ مودت، ص:۵۶

۱۱۔ طارق حسین زیدی، ڈاکٹر، درسِ مودت، ص:۷۰

۱۲۔ وجیہہ السیما عرفانی، سید، محمد، فرید حق فرید، لاہور: مکتبہ عرفانیہ، نومبر ۲۰۰۰ء ص:۴۷

۱۳۔ ایضاً، ص:۱۰۹

۱۴۔ طارق حسین زیدی، ڈاکٹر، درسِ مودت، ص:۷۰

۱۵۔ وجیہہ السیما عرفانی، سید، محمد، نوائے سروش، لاہور: مکتبہ عرفانیہ، اکتوبر ۲۰۰۷ء ص:۱۵۸

۱۶۔ ایضاً، ص:۱۵۷

۱۷۔ سید عاصم گیلانی، قلزمِ مودت، ص:۵۸

۱۸۔ وجیہہ السیما عرفانی، سید، محمد، نوائے سروش، ص:۱۶۸

۱۹۔ وجیہہ السیما عرفانی، سید، محمد، نوائے سروش، ص:۱۷۸۔۱۷۹

۲۰۔ سید عاصم گیلانی، قلزمِ مودت، ص:۵۸۔۵۹

۲۱۔ ایضاً، ص:۱۷۸۔۱۷۹

۲۲۔ وجیہہ السیما عرفانی، سید، محمد، میرے حضورؐ، ص:۳۸